بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہادت اور شہید

شہادت مغفرت ورحمت ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متّم لمغفرۃ مّن اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون ﴾
''اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مرجاؤ تو اللہ کی جو بخشش اور رحمت تمہارے حصہ میں آئے گی وہ ان ساری چیزوں سے بہتر ہے جنہیں یہ لوگ جمع کرتے ہیں''۔ (آل عمران:۱۵۷)

شہید کی ابدی زندگی ہے :

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ، بل احیاء ولکن لا تشعرون ﴾
''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں ان کا شعور نہیں''۔ (البقرۃ:۱۵۴)

﴿ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ، بل احیاء عند ربھم یرزقون ، فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہٖ ، ویستبشرون بالّذین لم یلحقوا بھم من خلفھم ، الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ، یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل ، وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین ﴾ (آل عمران:۱۷۰-۱۷۱)

''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پارہے ہیں، جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اس پر خوش وخرم ہیں، اور مطمئن ہیں کہ جو اہل ایمان ان کے پیچھے رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کے لئے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ وہ اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں وفرحاں ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا''۔

بار بار شہید ہونے کی تمنا:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز ایک جنتی کو اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا جس سے اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا، اے فرزند آدم! تو نے اپنا ٹھکانہ کیسا پایا؟ وہ جواب دے گا: پروردگار! مجھے خوب ٹھکانہ ملا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہاری کوئی اور طلب اور آرزو ہے؟ عرض کرے گا: اے پروردگار! میری کوئی طلب اور آرزو اس کے سوا نہیں کہ تو مجھے دس مرتبہ دنیا میں بھیجے اور میں ہر مرتبہ تیرے راستے میں جان نچھاور کرتا جاؤں۔ اس کی یہ آرزو شہادت کا یہ مرتبۂ عظیم دیکھ کر ہوگی۔ (نسائی-احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں پھر لڑوں اور مارا جاؤں، پھر لڑوں اور مارا جاؤں۔ (یعنی ہر شہادت کے بعد دوبارہ زندگی نصیب ہوتی جائے تاکہ پھر شہادت نصیب ہو)۔ (بخاری-مسلم-ابوداؤد-مالک)

سب سے پہلا جنتی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص میں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے وہ مجھے دکھائے گئے ہیں۔ اُن میں سے پہلا شہید، دوسرا پاک دامن اور دستِ سوال دراز کرنے سے پرہیز کرنے والا، اور تیسرا وہ بندۂ اللہ جو ٹھیک ٹھیک اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اپنے موالی (غلاموں اور نوکروں چاکروں) کا خیرخواہ ہے۔ (ترمذی)

صلۂ شہید:

مقدام بن معدیکرب بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے پاس شہید کے لیے سات انعامات ہیں: خون کی پہلی دھار چھوٹنے پر ہی اُس کی مغفرت فرمائی جائے گی۔ جنت میں جانے سے قبل ہی اُس کی فرودگاہ اُسے دکھادی جائے گی۔قبر کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا، انتہائی گھبراہٹ کے وقت سے (جو روز محشر کو پیش آئے گی) امن میں رہے گا، اس کے سر پر وقار (عزت وتکریم) کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت بھی دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔ بہتّر کشادہ چشم عورتیں اُس کی زوجیت میں دی جائیں گی۔ اور اپنے ستّر رشتہ داروں کے بارے میں اُس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ترمذی-ابن ماجہ-احمد)

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: احد کے روز تمہارے جو بھائی شہید ہو چکے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا۔ یہ پرندے جنت کی نہروں سے سیراب ہوتے تھے، جنت کے پھل کھاتے تھے، اور عرش الٰہی کے سائے میں لٹکی ہوئی قندیلوں مے آرام کرتے تھے، انہوں نے جب اچھا کھانا پینا اور اچھی آرام گاہیں دیکھیں تو یہ آرزو کی کہ کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو یہ خبر کردے کہ ہم زندہ ہیں اور جنت میں ہیں، تاکہ ہمارے بھائی جنت سے ناامید نہ ہوں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش کو دیکھ کر فرمایا: میں تمہاری طرف سے ان یہ پیغام ان تک پہنچادوں گا۔ چنانچہ یہ آیت اللہ کی طرف سے نازل ہوئی: ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ، بل احیاء عند ربھم یرزقون'''' جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں، جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اس پر خوش وخرم ہیں، اور مطمئن ہیں کہ جو اہل ایمان ان کے پیچھے رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کے لئے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ وہ اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں وفرحاں ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا''۔ (ابوداؤد۔احمد)

راہ اللہ میں بہنے والا قطرۂ خون:

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانیوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے: ایک وہ قطرہ اشک جو اللہ کے خوف کی وجہ سے آنکھ سے ٹپکا۔ دوسرا وہ قطرۂ خون جو اللہ کی راہ میں بہا۔ ایک وہ نشان جو اللہ کی راہ میں ثبت ہوا دوسرا وہ نشان جو اللہ کے عائد کردہ کسی فرض کو ادا کرتے ہوئے ثبت ہوا۔ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جنگ احد کے دن ایک شخص نے آکر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ''اگر میں قتل ہو گیا تو میری منزل کہاں ہوگی؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں'' چنانچہ یہ جواب سنتے ہی اس شخص نے اپنے ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں اور معرکہ کارزار میں اتر گیا اور لڑتے لڑتے خود بھی قتل ہو گیا''۔ (مسلم-نسائی-احمد)

شہداء کے چار درجے:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ: شہداء کے چار درجے ہیں: ایک شہید وہ ہے جو کامل الایمان مومن ہے۔ جس نے دشمن سے مقابلہ کیا اور اللہ سے اپنے عہد کو سچا کر دکھایا اور دادِ شجاعت دیتے ہوئے قتل ہو گیا۔ یہ وہ شہید ہے جس کی طرف لوگ روز محشر کو یوں سر اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے۔ (یہ بیان کرتے وقت حضرت عمرؓ نے یا نبی ﷺ نے - اپنا سر اوپر اٹھایا اور ان کی ٹوپی گر گئی۔ نیچے راوی کو شک ہو گیا ہے کہ اوپر کہ جس راوی نے حضرت عمرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے اس نے حضرت عمرؓ کی ٹوپی گر جانے کی خبر دی ہے یا نبی ﷺ کی ٹوپی گرنے کی۔)۔ اور دوسرا وہ کامل الایمان مومن ہے، جس کا دشمن سے سامنا ہوا تو اس کی کھال کے اندر گویا طلح (درخت) کا کانٹا چبھ گیا اور اس پر کم ہمتی طاری ہو گئی، اُس کو کوئی بھٹکتا ہوا تیر آ لگا اور وہ قتل ہو گیا۔ یہ دوسرے درجے کا شہید ہے۔ اور تیسرا وہ مومن ہے جس نے عمل صالح کے اندر کچھ گناہوں کی آمیزش بھی کی ہے، اُس نے اللہ سے اپنے وعدے کو

پورا کیا اور جان دے دی، یہ تیسرے درجے میں ہے۔ چوتھا وہ مومن جس نے (گناہوں کی وجہ سے) اپنے نفس پر بڑے ستم ڈھائے ہیں۔ اس کا جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو اُس نے بھی اللہ کے ساتھ اپنے وعدہ کو پورا کر دکھایا اور قتل ہو گیا۔ یہ چوتھے درجے میں ہوگا''۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے چار مرتبے بیان فرمائے ہیں، یہ چاروں مرتبے اُن کی ایمانی کیفیت اور جذبۂ شہادت کی رُو سے قائم کیئے گئے ہیں۔

درجہ اوّل جس خوش نصیب شہید کو ملا اُس کی صفت یہ ہے کہ اُس کا اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان پختہ ہے۔ وہ کمال ایمان کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ اُس کی شخصی واجتماعی زندگی اس امر کی شہادت فراہم کرتی ہے کہ وہ ایک بالاتر ہستی کو اپنا اللہ تسلیم کئے ہوئے ہے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول کی تعلیم کو برحق مانتا ہے۔ اس کے ایمان وتسلیم میں کسی ریب وشک کو دخل نہیں ہے ''الذین آمنوا ولم یرتابوا''. اُس کا جینا مرنا دونوں اللہ ہی کیلئے ہیں ''ان صلوٰتی ونسکی **ومحیای ومماتی للہ رب العالمین** ''اُسے جب راہ اللہ میں لڑنے کا حکم ملتا ہے تو اس سے اس کے ایمان میں مزید اضافہ ہوتا ہے **(فزادھم ایمانا)** اور جب وہ دشمن کے مقابلہ پر آتا ہے تو پکار اٹھتا ہے یہ تو وہ سنہری موقع ہے جس کا اللہ نے اہل ایمان سے وعدہ کر رکھا ہے **(ھٰذا ما وعدنا اللہ ورسولہ)**۔ اس کے تسلیم ورضا کے جذبہ میں مزید ترقی ہوتی ہے **(وما زادھم اللہ ایمانا وتسلیما)**۔ اور پھر اللہ کے ساتھ جنت کے عوض مال وجان قربان کر دینے کا جو عہد باندھا تھا اسے پورا کر دکھاتا ہے **(صدقوا ما عاھدوا اللہ)** یہ اللہ کے پاس بلند ترین درجہ پائے گا۔ **(اولئک اعظم درجۃ عند اللہ)**۔

ابن کثیر اور فتح الباری میں ہے: حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کسی سبب سے بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے۔ انہوں نے اللہ سے اقرار کیا کہ اب اگر رسول اللہ ﷺ کو کسی لڑائی کا موقع پیش آیا تو میں جانبازی سے لڑوں گا۔ چنانچہ غزوہ احد میں یہ مسلمانوں کے لشکر میں موجود تھے۔ اللہ سے اپنا عہد پورا کرنے کیلئے تلوار لے کر دشمن کی طرف بڑھے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے راستہ میں انہیں روکا مگر وہ یہ کہہ کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے کہ مجھے جبل احد سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ اور جانبازی کے جوہر دکھاتے رہے اور اسّی سے اوپر زخم کھا کر شہید ہوئے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ سب مسلمانوں کو انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کیے ہوئے عہد فدایت کو پورا کرنا چاہیئے۔

دوسرے درجے میں وہ شہید ہے جس کے ایمان کا کمال وپختگی تو اول الذکر شہید کے معیار کا ہے مگر اس میں شجاعت وفدایت کی کمی ہوتی ہے۔ وہ دیوانہ وار دشمن کی صفوں میں گھس کر اپنے جوہر دکھانے سے جھجکتا ہے۔ اور اسی اثناء میں دشمن فوج کا کوئی تیر بے ہدف اُس کو شہادت کا جام پلا دیتا ہے۔ یہ دوسرے مرتبے کا شہید ہے۔ اول الذکر شہید سے اگر اس میں کسی پہلو سے کمی ہے تو صرف جذبۂ اقدام وشجاعت کی۔ اور مومن قوی، مومن ضعیف سے بہتر ہوتا ہے۔

تیسرے درجے کے شہید کی صفت یہ ہے کہ میدان کارزار میں اُس نے دلاوری اور بہادری کے خوب کارنامے دکھائے اور جان لڑا دی۔ اس حیثیت سے وہ اوّل الذکر کے ہم پلہ رہا۔ مگر اس کے گزشتہ اعمال کا ریکارڈ بے داغ نہیں ہے۔ اعمال صلاح ہیں مگر اُن میں برائیوں کی آمیزش ہے۔ کتاب زندگی کے صفحات کچھ ستھرے اور روشن ہیں اور کہیں دھبے بھی پڑے ہوئے ہیں اور سیاہی کے چھینٹے بھی ہیں۔ اس پہلو سے وہ مذکورہ بالا دونوں شہیدوں سے فرو ہے۔ اور چونکہ تمام اعمال کا مدار ایمان کی کیفیت پر ہے، اس لئے اس کا عملِ شہادت اُس عمل شہادت کے ہم مرتبہ نہ ہو سکا جس کی تہہ میں پختہ وخالص ایمان کارفرما تھا۔ خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اُس کے گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیے اور خلعت شہادت سے نواز دیا۔

چوتھے درجے کا شہید بھی جرأت وبہادری کا پیکر تھا اور اُس پیمانے کے ولولۂ جان افزدگی اور شوق سربازی سے مخمور تھا جو درجۂ اول کے شہید اور درجۂ سوم کے شہید میں دیکھا گیا۔ مگر اس کے گناہوں کی فہرست طویل ہے۔ اور ارتکاب معاصی حدّ اسراف تک ہے۔ مگر اس کا راہ اللہ میں نکل پڑنا اور شان وشوکت سے اپنا سر پیش کر دینا مقبول بارگاہ اللہ ہوا، **السیف محّا الذنوب** تلوار نے گناہوں کو دھو دیا اور رحمت کردگار نے اُس کو شہادت کا درجہ ارزانی فرمایا۔ چونکہ وہ اپنی ایمانی پونجی کے لحاظ سے اوپر کے تینوں شہیدوں کی بہ نسبت فرو تھا، اس لئے اسے مرتبے میں بھی اُن تینوں کے نیچے رکھا گیا مگر وہ شہید ہے۔ اور اللہ کے ہاں بڑے سے بڑے اجر کا مستحق ہے' اُسے جو جنت ملے گی اس کی ایک بالشت دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ یہ درجہ بھی صرف ان خوش نصیبوں کو ملتا ہے جن پر اللہ کی نظر کرم ہو جاتی ہے۔ خاصان اللہ بھی اس درجہ کی سعادت پانے کی آرزومند رہے۔

ثابت قدمی کا درجہ:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس بندے سے بڑا خوش ہوتا ہے جس کے ساتھی محاذ پر شکست کھا گئے مگر وہ اپنے فرض کو پہچانتے ہوئے دشمن کے مقابلے کے لئے واپس چلا گیا اور بالآخر اللہ کی راہ میں اُس کا لہو بہہ گیا۔ اللہ عزوجل خوش ہو کر اپنے فرشتوں سے کہتا ہے کہ: میرے اس بندے کو دیکھو، یہ صرف میرے اجر کے شوق میں اور میرے عذاب کے خوف سے لوٹ کر دشمن سے لڑا۔ حتیٰ کہ اس کا خون بہا دیا گیا ہے۔

(ابوداؤد)

افضل ترین شہید:

قبیلۂ غطفان کے نعیم بن ھمار بتاتے ہیں: ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا ''سب سے افضل کون سا شہید ہے''؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ دشمن کا مقابلہ کرتے وقت مر جاتے ہیں مگر منہ نہیں پھیرتے۔ یہ لوگ جنت کے بالا خانوں میں محوِخرام ہوں گے۔ ان کا پروردگار ان کی ثابت قدمی دیکھ کر ان پر ہنستا ہے۔ اور جب تیرا پروردگار دنیا کے اندر کسی بندے پر ہنس دے تو پھر آخرت میں اس کا کوئی حساب نہ ہوگا۔ (مسند احمد)

شہداء نبی کے بھائی ہیں:

طلحہ بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نکلے۔ جب ہم حرّہ واقم کے قریب ہوئے تو دیکھا کہ پہاڑ کی وادی کے ایک موڑ کے اندر کچھ قبریں ہیں۔ ہم نے کہا: ''یارسول اللہ! یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں''؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہمارے اصحاب کی قبریں ہیں''۔ جب ہم کچھ دور اور نکلے اور شہداء کی قبروں کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہیں ہمارے بھائیوں کی قبریں''۔ (مسند احمد)

صحابہؓ میں سے جن لوگوں نے شہادت پائی ہے، نبی ﷺ نے انہیں اپنا بھائی فرمایا ہے، اور جو لوگ شہید نہیں ہو سکے بلکہ طبعی موت سے رخصت ہوئے ہیں اُن کو اپنا اصحاب کہا ہے۔ اصحاب کے معنی ہیں ساتھی۔ شہداء کی جماعت برادران رسول ﷺ ہیں اور غیر شہداء یاران رسول ﷺ۔ اول الذکر کو اخوت رسول ﷺ کا اعزاز ملا اور ثانی الذکر کو مودّت رسول ﷺ کا۔ مودّت پر جب شہادت کا رنگ چڑھا تو اس میں اخوت کا امتیاز پیدا ہو گیا۔

مقتولین کی تین قسمیں:

عتبہ بن عبد سلمی سے، جو نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے، مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: جنگ میں قتل ہونے والے تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ مردِ مومن جس نے اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ کی راہ میں لڑائی کی اور دشمن سے مقابلے کے وقت دشمن سپاہ سے لڑتے لڑتے مارا گیا۔ یہ قابل فخر شہید ہے۔ عرش الٰہی کے نیچے اللہ تعالیٰ کے خیمے میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔ انبیاء اس سے صرف مرتبہ نبوت میں افضل ہیں۔ دوسرا وہ مومن شخص جو ہے تو گناہوں اور خطاؤں کا مرتکب، مگر وہ اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور دشمن سے جب اس کا مقابلہ ہوتا ہے تو خوب لڑتا ہے اور اسی میں جان دے دیتا ہے۔ اس کے گناہ اور خطائیں محو کر دی جاتی ہیں کیونکہ تلوار گناہوں کو مٹا دینے والی ہے۔ یہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے بھی چاہے گا داخل کیا جائے گا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات۔ جنت کے کچھ دروازوں سے دوسرے دروازے افضل ہیں۔ تیسرا منافق ہے، جو بے شک اپنی جان اور مال سے جہاد میں حصہ لیتا ہے اور دشمن کے مقابلے میں بھی فی سبیل اللہ لڑتا بھڑتا ہے۔ یہاں تک کہ قتل ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ دوزخ میں جائے گا۔ کیونکہ تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔

شہادت موت بے اذیت ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کو جام شہادت نوش کرتے وقت اتنی ہی چبھن محسوس ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ (ترمذی۔ نسائی)

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں گھر سے نکل پڑا، اور اسے موت آ گئی یا قتل ہو گیا، یا اس کے گھوڑے یا اونٹ نے اسے پٹخ دیا یا سانپ نے اُسے ڈس لیا یا بستر پر اُس نے جان دی، خواہ کوئی بھی وہ مرا جو اللہ نے اس کیلئے مقدر کر رکھی تھی، وہ شہید ہے۔

(ابوداؤد)

اس حدیث میں یہ غلط فہمی دور کی گئی ہے کہ شہید وہ ہے جو دشمن کے وار سے جاں بحق ہو، جو شخص گھر سے اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت سے نکل پڑا اور اس کا ایمان شک و نفاق سے مبرا ہے تو اس کی راہ میں جو موت بھی اسے نصیب ہو گی وہ شہادت کی موت ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے زُمرے میں اٹھائے گا خواہ دشمن کی تیغ و تفنگ سے وہ مرا ہو۔ دشمن کے بھرپور وار سے جان دی ہو یا کوئی بے ہدف تیر اور بھولی بھٹکی گولی جان لیوا ثابت ہوئی، یا مورچوں کے اندر ہی کسی زہریلے جانور نے ڈس لیا ہو اور وہ مر گیا ہو، یا خود اپنی ہی سواری سے گر کر مرا ہو یا اپنی ہی سپاہ کے ہتھیار یا گولہ بارود کی لپیٹ میں آ کر جان دے بیٹھا ہو، یا فرش راحت پر طبعی موت نے اُسے آ دبوچا ہو، بہرحال جو موت بھی اُسے آئے گی وہ راہِ اللہ کی موت ہو گی اور شہادت کا تاج پہنائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ ومن یخرج من بیتہٖ مھاجراً الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہٗ علی اللہ ، وکان اللہ غفورا رحیما ﴾ (نساء)

اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف ہجرت کیلئے نکل کھڑا ہوتا ہے پھر اُس کو موت آ پکڑے تب بھی اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔